بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خطبہ جمعہ

روح اور اس کی غذا

۳ جولائی ۲۰۲۶ء

خطبہ مسنونہ

إنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

بے شک تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں اور اس سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ ہم اپنے نفسوں کی برائیوں اور اپنے اعمال کی خرابیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے وہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور تمہاری موت اس حال میں آئے کہ تم مسلمان ہو — سورۃ آل عمران: ۱۰۲

ان اہم حقیقتوں میں سے ایک جو انسان کو اپنے بارے میں جاننی ضروری ہے، یہ ہے کہ انسان — خواہ کوئی بھی ہو — تین عناصر سے مرکب ہے: اس جسمانی قفس سے جسے وہ ہر صبح و شام اٹھائے پھرتا ہے؛ ان حیوانی غرائز سے جنہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آزمائش کے طور پر اس کے وجود میں ودیعت فرمایا ہے؛ اور اس روح سے جو عالمِ بالا سے اس کی طرف اتری — وہ روح جس کے بارے میں اللہ عزّ وجلّ کا بیان آیا ہے، جہاں وہ فرشتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

سورۃ الحجر– آیت ۲۹

﴿فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ﴾

پس جب میں اسے درست کر لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے لیے سجدے میں گر پڑو
– سورۃ الحجر: ۲۹

اور انسان کی فطرت – سوائے ان کے جن پر آپ کا رب رحم فرمائے – یہ ہے کہ وہ اس **جسمانی قفس** کی نگہداشت میں، جسے وہ ہر صبح و شام اپنے وجود کے آئینے میں دیکھتا ہے، ہر راہ اختیار کرتا ہے، اور اپنے وجود میں پیوستہ حیوانی غرائز کی پرورش میں پوری توجہ صرف کرتا ہے۔ وہ اپنے جسم اور اپنے **حیوانی غرائز** – دونوں کو مطلوبہ غذا فراہم کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتا؛ بلکہ وہ اس میں مہارت پیدا کرتا ہے اور ان دونوں عناصر کی غذا رسانی میں ہر ممکن راہ اختیار کرتا ہے۔

جہاں تک روح کا معاملہ ہے – جو انسان کے وجود میں پہلا اور **اصل فعّال عنصر** ہے – تو انسان، سوائے ان کے جن پر آپ کا رب رحم فرمائے، اس روح کی ضروریات سے غافل ہے، اس غذا سے بے خبر ہے جو اسے روح کو دینی چاہیے۔ بلکہ اس زمانے میں بہت سے علماء جب روح یا روحانیات کا لفظ سنتے ہیں تو اسے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، اس پر بحث و مجادلہ کرتے ہیں اور دوسروں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ **سائنس** صرف اس چیز کو مانتی ہے جو آنکھ دیکھے، کان سنے، ناک سونگھے یا ذوق محسوس کرے – یعنی صرف **مادی امور**۔ اس سے ماوراء جو کچھ ہے، وہ اسے انکار کرتے اور حقارت سے ٹھکراتے ہیں۔

اور ہمیں جاننا چاہیے، اے بھائیو! کہ انسان کے وجود میں **اصل فعّال عنصر** نہ یہ جسمانی قفس ہے اور نہ وہ حیوانی غرائز جن کا میں نے ذکر کیا۔ اے ابنِ آدم! تیرے وجود میں **اصل فعّال عنصر** یہی **روح** ہے: یہ دماغ کے خلیوں پر انعکاس کرتی ہے تو تجھے **فکر** اور **شعور** نصیب ہوتا ہے؛ تیرے وجود کے خلیوں کے نسیج میں سرایت کرتی ہے تو تجھے **احساس** ملتا ہے؛ دل کے عضلے پر انعکاس کرتی ہے تو تجھے **وجدان** حاصل ہوتا ہے – ابھارنے والے، روکنے والے اور تعظیم کرنے والے **جذبات** پیدا ہوتے ہیں۔

یہ ہے روح، اور یہ ہے تیرے وجود میں اس کا عمل۔ تو اس سے کہو جو روح کو حقیر سمجھتا ہے اور پھر اس روح کی ضروری غذا کو نظرانداز کرتا ہے: جب تم صبح کے وقت اپنے کمرے سے نکل کر اس سے ملحق بالکونی پر آتے ہو اور اپنی نگاہیں وسیع آفاق میں پھیلاتے ہو – تو کیا محسوس کرتے ہو؟ تم ایک **عجیب تازگی** محسوس کرتے ہو، گویا تمہارے وجود میں ایک نئی زندگی سرایت کر گئی ہو۔ کیا یہ تازگی جسمانی قفس کی دین ہے؟ کیا یہ حیوانی غرائز کا احساس ہے؟ نہیں – یہ اس **روح** کی تازگی ہے جو اس **جسمانی قفس** میں قید ہے۔ اس نے

تمہاری آنکھوں کے ذریعے ان وسیع آفاق پر نگاہ ڈالی اور اسے وہ وسیع عالم یاد آگیا جس میں وہ گھومتی تھی، قبل اس کے کہ اسے کچھ مدت کے لیے تمہارے قفس میں — بلکہ تمہاری اس جسمانی قید میں — محبوس رہنے کا فیصلہ ہو جائے۔ کہو اس سے جو روح اور اس کی حقیقتوں کو حقیر جانتا ہے: وہ کیا چیز ہے جو تمہیں تازہ کرتی — بلکہ جھوم اٹھاتی — ہے جب تم کسی دلگداز آواز کے نغمات سنتے ہو جو تمہیں انجانے کی طرف کھینچتے ہیں اور تم میں ایسی چیز کا شوق جگاتے ہیں جسے تم جانتے نہیں؟ کیا یہ جسمانی قفس کا احساس ہے یا حیوانی غرائز کا؟ نہیں — یہ **روح کی حنین** ہے، شوق نے اسے بے تاب کر دیا جب اس نے یہ دلکش نغمے سنے۔ اس نے اللہ عزّ وجلّ کا وہ خطاب یاد کیا جس کی گونج ہر روح کے وجود میں ابھی تک گونج رہی ہے، خواہ وہ روح کوئی بھی ہو — وہ عہد جس کی طرف ہمارے رب کا یہ فرمان اشارہ کرتا ہے:

سورۃ الاعراف — آیت ۱۷۲

﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ﴾

اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی ذریت کو نکالا اور انہیں خود ان پر گواہ بنایا: "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟" تو انہوں نے کہا: "کیوں نہیں، ہم گواہی دیتے ہیں" — تاکہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہو: "ہم اس سے بے خبر تھے" — سورۃ الاعراف: ۱۷۲

عہدِ ذر کا ایک پرانا خطاب — اللہ نے اسے اس انسانی روح سے **براہِ راست** کیا تھا۔ وہ ابھی تک مست ہے، ابھی تک اس ربانی خطاب کے لیے حنین اور شجو محسوس کرتی ہے — مگر آج وہ اس جسمانی قفس میں قید ہے۔ کتنا تعجب ہے اس پر جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ سائنس سے کام لیتا ہے اور پھر اپنی آنکھیں اس **علمی حقیقت** سے بند کر لیتا ہے جو اس کے وجود میں جمی ہوئی ہے — اس علمی حقیقت سے جسے وہ ہر صبح و شام محسوس کرنا چاہیے! یہ روح، اے بھائیو! ان ارواح کی جنس سے نہیں جن سے حیوانات بہرہ مند ہوتے ہیں — یہ **اللہ کے اسرار** میں سے ایک سر ہے جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کچھ عرصے کے لیے تیرے وجود میں، اے ابنِ آدم! اتارا ہے، اور تجھ سے یہ مطلوب ہے کہ تو اس روح کو اس کی غذا دے۔ اللہ **ابو علی ابنِ سینا** پر رحم فرمائے — اس دن جب انہوں نے اس حقیقت کو اپنے مشہور و معروف قصیدے میں بیان کیا، جس کا آغاز انہوں نے روح کے بارے میں ان الفاظ سے کیا:

هَبَطَتْ إِلَيْكَ مِنَ الْمَحَلِّ الْأَرْفَعِ   وَرْقَاءُ ذَاتُ تَعَزُّزٍ وَتَمَنُّعِ

روح کی غذا، اے بھائیو! جسے ہم نے بری طرح نظرانداز کر دیا — چنانچہ وہ اس جسمانی قید میں صرف اس عالم سے دوری کا دکھ ہی نہیں بھوگ رہی جس میں وہ آزادانہ گھومتی تھی، بلکہ آج وہ اپنی غذا سے بھی محروم ہے۔ تم اپنے جسم کو وہ کھلاتے ہو جو وہ مانگتا ہے اور تم یہ جانتے ہو؛ اور تم اپنے حیوانی غرائز کو بھی ہر ممکن وسیلے سے سیراب کرتے ہو۔ تو روح کی غذا کہاں ہے؟ اور شاید تم پوچھو: روح کی غذا کیا ہے؟ اس کا جواب تم اس وقت جان سکتے ہو جب تم اس عالم کو جانو جہاں سے یہ روح تمہارے جسم میں اتری ہے — وہ عالمِ بالا ہے، **عالمِ ملأِ اعلیٰ** ہے۔ آج وہ اس عالم سے دور ہے اور اسے کسی ایسے کی ضرورت ہے جو اسے اس کی یاد دلائے، اس کے بارے میں اس سے گفتگو کرے۔ وہ **ذکرِ الٰہی** ہے، اللہ عزّ وجلّ کا ذکر۔ وہ اللہ عزّ وجلّ کے کلام کی طرف بکثرت رجوع ہے جسے تم صبح و شام تلاوت کرو — اس طرح تم روح کو غذا دیتے ہو، اور کیا خوب غذا! وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کثرت سے ذکر ہے جو **تسبیح، حمد، استغفار، تہلیل اور توحید** کی صورت میں صبح اور شام ہو۔ یہ وہ غذا ہے جو روح کو حقیقی تازگی بخشتی ہے — **اے اللہ کے بندو!**